یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن مطبع اہلحدیث امرتسر سے چھپکر شائع ہوتا ہے

REGISTERED L. 358

شرح قیمت اخبار

گورنمنٹ عالیہ سے سالانہ ...
والیان ریاست سے ...
رؤسا و جاگیرداروں سے ...
عام خریداروں سے ...
غیر ممالک سے ۵ شلنگ
ششماہی ۳ شلنگ
انڈیا والوں سے ...

اُجرت اشتہارات

بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے
جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام
مالک اخبار اہلحدیث امرتسر

اہلحدیث

جلد ۳ نمبر ۱۹

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت اور اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیث کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمت کرنا
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(ا) قیمت پیشگی آنی ضروری ہے
(ب) بیرنگ خطوط وغیرہ واپس ہونگے
(ج) نامہ نگاروں کے مضامین بشرط پسند مفت درج ہونگے

امرتسر یوم جمعہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۲۵ ہجری المقدس مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۰۷ء

امرتسر میں صفائی کی ضرورت

قابل توجہ صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امرتسر

امرتسر کی میونسپل کمیٹی کی آمدنی اور شہر کی عظمت کو مدنظر رکھکر بارہا لکھا ہے اور صدور احکام کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ شہر کی صفائی امرتسر کی عظمت اور شہر کے مقابلہ میں بالکل ہیچ بلکہ سخت کلنک کا ٹیکہ ہے۔ شک ہے کہ سڑکوں کی مرمت کیلئے تو کمیٹی نے توجہ کی ہے مگر صفائی کے لئے ابھی کوئی مستقل انتظام ہنوز نہیں ہوا۔ ہم ایک تجویز مدت سے لکھ رہے ہیں تعجب ہے کہ کیوں اس پر غور نہیں کیا جاتا۔ ہم نے کئی ایک دفعہ لکھا ہے کہ ایک داروغہ خاص اسی کام کے لئے رکھا جائے کہ اہالی شہر اس کے پاس اپنے اپنے محلے کی صفائی کی نسبت شکایت کریں خواہ زبانی خواہ بذریعہ تحریر دستی یا بذریعہ ڈاک۔ چند مہتر اور بہشتی اس کے دفتر میں حاضر رہا کریں وہ شکایت سنتے ہی شکایت کے موقع پر مہتر بھیجکر صفائی کرائے اور اس موقع کے سینٹری افسر کی رپورٹ اعلیٰ افسر کے پاس کرے۔ پھر اس رپورٹ پر کافی توجہ ہو تو دیکھئے کہ صفائی کے متعلق کبھی شکایت پیدا ہی نہ ہو۔ صورت موجودہ میں بڑی تکلیف یہ ہوتی ہے کہ بعض وقت محلوں میں غلاظت کئی کئی دن پڑی رہتی ہے۔ بھنگی نظر آتا ہو۔ اگر کہیں ہوا تو وہ عذر کر دیتا ہے کہ گدھے والا آئیگا تو اٹھا لیگا۔ گدھے والے تو گدھے کے سینگ کی طرح گم رہتے ہیں۔ نہ کوئی اعلیٰ افسر محلہ والوں کو ملتا ہے کہ اس کو بابت شکایت کریں۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ بھنگی عین بازار میں میلے کی گاڑی چھوڑ گئے ہیں سارا محلہ مصیبت میں ہے کہ کس سے کہیں کس سے اٹھوائیں فرداً فرداً آتے ہیں اور ناک منہ بند کر کے چلے جاتے ہیں اگر کوئی افسر کسی خاص مقام پر دفتر میں حاضر ہو اور اس کے ماتحت بھنگی موجود ہوں۔ تو ایسی شکایتوں کا فوراً تدارک ہو سکتا ہے۔ غرض میونسپل کمیٹی کو اگر شہر کی صفائی کا اچھا رکھنا منظور ہو۔ تو ڈاکخانہ کی طرح شکایات کو کھلے بندوں سننے اور ایک ایسے افسر خاص شکایات سننے کے لئے بطریق مرقومہ مقرر کرے۔ اور شہر والوں کو بذریعہ اشتہار مطلع کر دے کہ وہ ہر ایک شکایت واجبی افسر کو پہنچا دیں اور اس کا تدارک کیا جاویگا۔ اہلحدیث تمام ممبروں سے عموماً اور اپنے قومی ممبر جناب مولوی احمد اللہ صاحب سے خصوصاً توقع کرتا

ahmadimuslim.de

رکھتا ہے کہ وہ اس تجویز کو پاس کرانے میں خوب سعی کریں گے۔

اصلاح نہیں قابل اصلاح ہے

رسالہ "اصلاح" شیعوں میں ایک مستند

رسالہ ہے۔ جو ماہواری سے لیے پندرہ روزہ ہوا ہو۔ تو ہم نے بوجہ عدیم الفرصتی کے اسکو کبھی دیکھا ہی نہ تہا۔ مگر جب ہم نے شیعوں کے متعلق سلسلہ مضمون "خلافت" لکھا تہا۔ اور اصلاح میں اُس کے متعلق جواب نکلنا شروع ہوا تو کبھی کبھی دیکھ لیا کرتے زیادہ تر ہمیں اُس حدیث کے جواب کا انتظار تہا۔ جو ہم نے دربارہ وراثت انبیاء کے لکہی تھی اور حدیث سے ثبوت دیا تہا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنے ورثہ میں مال و دولت نہیں چہوڑا کرتے۔ مگر جب اسکا جواب ہماری نظر سے نہ گذرا۔ تو ہم مایوس ہو کر بیٹھ گئے اُس کے بعد آپکی سرمایہ ناز کتاب **تنقید البخاری** جلد اول ہم نے منگائی۔ اُس کے دیکھنے سے تو بالکل عرب کا مقولہ

تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ

کی تصدیق پائی۔

خیر اس رونے کی جگہ تو اور ہے۔ سردست ہم اصلاح کے ایک فساد کا ذکر کرتے ہیں۔ جو اُس نے محرم کے پہلے پرچہ نمبر ۱ جلد ۱ میں شائع کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ

یزید بن معاویہ اور اختلافات کا تعلق ہمیشہ کسی ایسے شخص سے ہوتا ہے۔ جسکی دو جہتیں ہوں۔ ایک پہلو سے وہ قابل محبت ہوتا ہو۔ اور قابل تعظیم دوسرا پہلو وہ ہوتا ہے جس سے کوئی شے قابل نفرت ہوتی ہے اور قابل ترک ساری اصول پر تمامی اختلافات کی بنیاد ہو خواہ وہ ملکی ہو۔ یا اخلاق۔ مذہبی ہو یا تمدنی شخصی ہو یا جمہوری۔ مگر یزید کیونکر اس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے۔

عقل سلیم کی ضرورت ایسے ہی موقع پر ہوتی ہے کہ وہ کس پہلو کو قابل ترجیح سمجھتی ہے اور کس پہلو کو مرجوح جس کے بعد وہ ایک پہلو کو اختیار کر لیتی ہے۔ اور اُسی پر وہ استحکام سے قائم رہتی ہے مثال کے طور پر شراب کو دیکھئے جسکے دو پہلو ہیں ایک نفع کیونکہ وہ مفرح ہے اور مقوی۔ دوسرا پہلو اس کے ضرر کا زوال عقل ایسا پہلو ہو۔ کہ سب پر غالب ہے۔ لہذا صاحب عقل اُس سے متنفر ہوگا اور کارہ

تمہید کو طول ہوتا ہے۔ لہذا اختصار مناسب ہے۔ یزید بھی انہیں اشخاص سے ہے۔ جسکی نسبت اختلاف کیا گیا ہے۔ مگر ہمکو اُس اختلاف سے بحث نہیں۔ جو دو فریق شیعہ و سنی کا اختلاف کہلاتا ہے کیونکہ سنی یزید کو اتنا فاسق و فاجر نہیں سمجھتے ہیں جیسا وہ تہا اور جس نسل سے تہا۔ وہ بہر حیثیت سے تہا۔ کیونکہ یہاں نہ افراط ہے نہ تفریط ایک صراط مستقیم ہے جس پر سب چلے جاتے ہیں بلکہ ہمارا مقصد اُس اختلاف کو بتانا ہے جو اہل سنت نے اس کے بارہ میں کیا ہے اور جس پر وہ ایک گمنام اخبار نے اس قدر زور دیا ہے۔ کہ اُس کو صاحبزادہ بلکہ شاہزادہ بنا چھوڑا ہو اور اُس پر تمام عالم کو حیرت ہو رہی ہے۔ کہ یزید اور اسکو کوئی مسلمان صاحبزادہ کہے یا شاہزادہ مگر درحقیقت یہ ان کی ناواقفی ہے جس سے انکو صرف اسی قدر معلوم ہے کہ آیا وہ قابل لعنت ہو یا نہیں جس کی یہ وجہ ہے کہ وہ برا تہا مگر نہ اس قابل کہ لعنت کی جائے یا کیا ضرور ہو کہ ہم ہر برے شخص پر لعنت کریں۔ جس پر صرف زبانی یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ شیطان سے بدتر کون ہوگا۔ اُس پر بھی لعنت ضروری نہیں فرعون سے بدتر کون ہوگا۔ اُس پر بھی لعنت کرنا کسی نے واجب نہیں کیا پھر یزید پر لعنت کی کیا ضرورت ہے۔

مگر یہ سب صرف باتیں ہی ہیں جو کہدی جاتی ہیں اور جاہل نادان پر اثر کر جاتی ہیں۔ اب میں اصلی راز اس کا بتاتا ہوں کہ یزید کی عزت افزائی اسی قدر نہیں کی گئی ہے بلکہ بہت سے پیشوایان اہل سنت نے اسکو نبی مانا ہو۔ اور اسکی نبوت پر ایمان لائے ہیں۔ مگر ہر سال کے اقامہ عاشورا نے اس کی نبوت کو دبا دیا اور ابھرنے نہ دیا۔ لہذا اسی قدر طرفداری پر قناعت کی جاتی ہے کہ کوئی لعنت نہ کہے اور اسی وجہ سے عاشورا کے برہمی کی بھی ہر سال فکر ہوتی ہے۔ مگر جسکو خدا نہ مٹائے وہ کیونکر مٹ سکتا ہو۔

ناظرین کو میں زیادہ منتظر رکھنا نہیں چاہتا اہل سنت کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی وصیت کبریٰ مطبوعہ مصر کی یہ عبارت ملاحظہ ہو جس سے سب عقدہ کھل جائے۔

فالرافضة لما كانت تسب الصحابة صار العلماء يأمرون بعقوبة من سب الصحابة ثم كفرت الصحابة وقالت عليهم اشياء قد ذكرناها في غير هذا الموضع ولم يكن احد اذ ذاك يتكلم في يزيد بن معاوية ولا

كان الكلام فيه من الدين ثم حدثت بعد ذلك أشياء فصار قوم يظهرون
لعنة يزيد بن معاوية وربما كان غرضهم بذلك التطرق إلى لعنة غيره
فكره أهل السنة لعنة أحد بعينه فسمع بذلك قوم ممن كان يتسنن فاعتقد
أن يزيد كان من كبار الصالحين وأئمة الهدى وصار الغلاة فيه على
طرفي نقيض هؤلاء يقولون انه كافر زنديق وانه قتل ابن بنت رسول
الله وقتل الأنصار وأبناءهم بالمدينة ليأخذ بثأر أهل بيته الذين
قتلوا كفارا مثل جده لأمه عتبة بن ربيعة وخاله الوليد وغيرهما ويذكرون
عنه من الاشتهار بشرب الخمر وإظهار الفواحش أشياء - وأقوام
يعتقدون انه كان إماما عادلا هاديا مهديا وانه كان من الصحابة
أو أكابر الصحابة وانه كان من أولياء الله تعالى وربما اعتقد بعضهم انه
كان من الأنبياء وانه كان من أولياء الله ويقولون من وقف في يزيد
وقفه الله على نار جهنم ويروون عن الشيخ حسن بن عدي انه كان كذا
وكذا وليا وقفوا على النار لقولهم في يزيد وفي زمن الشيخ حسن زادوا
أشياء باطلة نظما ونثرا وغلوا في الشيخ عدي وفي يزيد بأشياء مخالفة
لما كان عليه الشيخ عدي الكبير قدس الله روحه فإن طريقته كانت
سليمة لم يكن فيها هذه البدع وابتلوا بروافض عادوهم وقتلوا الشيخ حسنا
وجرت فيها فتن لا يحبها الله ولا رسوله - (صفحہ ۳۰)

خلاصہ یہ کہ جو روافض سب صحابہ کرتے تھے۔ تو علماء نے اس کا حکم جاری کیا کہ جو
سب صحابہ کرے۔ اس پر عقوبت کی جائے جب روافض نے کفر صحابہ کا اعلان
دیا۔ تو اس کے احکام ہم نے علیحدہ بیان کئے ہیں۔ اس وقت میں کوئی نہ
کلام کرتا۔ یزید بن معاویہ کے بارے میں۔ نہ اس پر کلام کرتا۔ دین میں داخل
تھا۔ اس کے بعد ایسی باتیں ہوئیں کہ قوم نے لعنت یزید کا اظہار کیا۔ جن کی
غرض ایک یہ بھی تھی۔ کہ اس ذریعہ سے دوسروں کی لعنت کی راہ نکالیں۔
پس کراہت کی اہل سنت نے لعنت سے کسی شخص کی بالتخصیص و التعیین۔
اس کو جب عام طور سے اہل سنت نے سنا تو انہوں نے یہ اعتقاد کیا کہ یزید
کبار صالحین تھا اور امام ہادی۔ اب ان میں دو طرح کا غلو ہوا۔ ایک فریق
تو کہتا تھا۔ کہ وہ کافر تھا اور زندیق جس نے فرزند رسول کو قتل کیا اور انصار
اسلام کی اولاد کو بمقام حرہ اس سبب سے قتل کیا کہ انہوں نے نانا عتبہ وغیرہ
کو بوجہ کفر قتل کیا تھا۔ (جنگ بدر میں) یہی فریق اس کی شراب خواری اور

اظہار فواحش کیا کرتے تھے۔ دوسرا فریق یہ گمان کرتا تھا۔ کہ وہ امام
عادل تھا اور ہادی و مہدی اور وہ صحابی تھا اور اکابر صحابہ سے اور وہ
اولیاء اللہ سے تھا۔ بلکہ بعض نے تو یہ اعتقاد کیا کہ وہ بھی ایک پیغمبر تھا منجملہ
پیغمبروں کے اور وہ اولیاء اللہ سے تھا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص توقف
کرے یزید کے بارہ میں اس کو خدا جہنم پر کھڑا کریگا۔ شیخ حسن بن عدی سے
روایت کرتے ہیں کہ اتنے اولیاء اللہ اسی وجہ سے جہنم پر روکے گئے
کہ ان لوگوں نے توقف کیا تھا۔ یزید کے بارہ میں۔ شیخ حسن کے زمانہ میں
ان کا غلو اور بھی بڑھ گیا۔ شیخ عدی اور یزید کے بارہ میں انہوں نے غلو کر
کے بذریعہ نظم و نثر اس قدر زیادہ کیا جس کی حد نہیں۔ حالانکہ شیخ عدی ان باتوں
سے بری تھے جن میں یہ سب بدعتیں نہ تھیں یہ لوگ مبتلا ہو گئے تھے
روافض میں جنہوں نے ان سے عداوت کی اور شیخ حسن کو قتل کیا اور
ایسے فتنے جاری ہوئے کہ خدا اور رسول اس کو نہیں دوست رکھتے۔
آپ کو معلوم ہو گیا کہ قدیم زمانہ میں اہل سنت کا یہ عقیدہ تھا کہ یزید ایسا
نبی اور پیغمبر تھا۔ مثل دیگر پیغمبروں کے تو پھر کیونکر نہ اس کی حمایت کریں
اور اس کی طرفداری میں جان لڑائیں کہ آخر ان کا نبی تھا اور اس پر ایک
وقت ایمان لائے تھے گو اب اس عقیدہ پر نہ ہوں"۔ (اصلاح)

جواب:۔ اس اطول طویل کلام میں راقم مضمون نے پوری دجل سے کام لیا
ہے ہمیں حیرانی ہوتی ہے۔ کہ ایسے لوگ بھی میدان مناظرہ میں آتے ہیں۔
جنکو ایمان اور انصاف سے بھی کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ ہم پوچھو تو ایسے بد اعتقاد
ہوتے تو حقیقی خادمان اسلام کو جن کی محنتوں کے صدقہ سو آج تمام رونق اسلام
ہے) کیوں برا کہتے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عبارت جو راقم مضمون نے نقل کی ہے افسوس ہے
اس سے آگے کی عبارت کو شیر مادر کی طرح بے ڈکار لئے ہی ہضم کر گئے ہم بتلا دیں گے
اُسی عبارت سے ملا دو پیازہ کی حکایت کی تصدیق ہو جائیگی۔ ملا مذکور کی بابت مشہور ہے
کہ ایک دفعہ بادشاہ نے مناظرہ شیعہ کیلئے ان کو طلب کیا۔ ملا موصوف اپنی معمولی عادت
سے پرانی جوتیوں کا جوڑا پہن کر مجلس میں گئے۔ انہی جوتیوں کو جھاڑ صاف کر کے بغل
میں دبا اپنے سامنے رکھ لیا۔ حاضرین کو یہ حرکت ملا جی کی سخت ناگوار معلوم ہوئی۔
بادشاہ کو اس بیہودہ حرکت پر توجہ دلائی تو ملا جی نے عذر کیا کہ حضور جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ رافضیوں سے مباحثہ ہوا تھا تو رافضی

× سب کے معنی گالی دینا (ایڈیٹر)

نے جوتا چرا لیا تہا - حاضرین نے ملاجی پر زبان طعن دراز کی اور قہقہہ لگایا کہ اون دنوں رافضی کہاں تھے ؟ ملاجی نے کہا کہ نہیں ہیں بھولا حضرت ابوبکر صدیق کے زمانہ میں ہوا تہا - پہر جواب ملا - ان دنوں بہی کہاں تھے - ملاجی نے چپکے سے کہا - نہیں حضرت عمر کے وقت کا ذکر ہے شیعوں نے کہا تب بہی نہیں تھے - کہا نہیں حضرت عثمان کے زمانہ میں ہوا تہا - انہوں نے کہا تب بہی نہیں تھے - ملاجی نے اپنی غلطی کا اقرار کر کے کہا نہیں نہیں حضرت علی کے وقت کا ہوا تہا - جواب ملا - جب بہی نہیں تھے - اب تو ملاجی نے سر اوٹہایا - کہ بس ہیں جیت گیا میری ڈگری ہوئی - جب ان پاکیزہ زمانوں میں یہ نہ تھے تو اب کہاں سے پیدا ہو گئے - یہی ان کے کذب کا کافی ثبوت ہے -

یہ حکایت صحیح ہو یا غلط شیعوں کو جوتا چرانے کی عادت ہو یا نہ ہو - ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ شیعوں کو عبارت چرانے کی قدیمی عادت ہے آج تک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حدیث عدم وراثت انبیاء کو جعلی کہہ جاتے ہیں چنانچہ اصلاح بابت ذی الحجہ نمبر ۱۲ جلد ۹ کے صفحہ ۱۹۰ کی آخری سطر سے اسی حدیث مذکور کا کذب ہی ترشح ہوتا ہے - حالانکہ خود ان کی معتبر کتاب اصول کافی میں وہی حدیث موجود ہے - جس کو ہم اہل حدیث کے کسی پرچہ میں وہ حدیث پوری دکھائی گئی ہے - اب ہم دکھاتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ خدا اور رسول کے کلاموں کو چھپانے کے عادی ہیں ایسا ہی طرح انہوں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی عبارت سے برتاؤ کیا ہے -

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ اس تقریر کے جو رافضی مذکور نے نقل کی ہے - اوسی کتاب میں عبارت مذکور کے ساتھ ہی لکہتے ہیں :- کہ

وهذا الغلو فيه من الطرفين خلاف لما اجمع عليه اهل العلم والايمان - فان يزيد بن معاوية ولد في خلافة عثمان بن عفان رضي الله عنه ولم يدرك النبي صلى الله عليه وسلم ولا كان من الصحابة باتفاق العلماء ولا كان من المشهورين بالدين والصلاح وكان من شبان المسلمين ولا كان كافرا ولا زنديقا وتولى بعد ابيه على كراهة من بعض المسلمين ورضا من بعضهم وكان فيه شجاعة وكرم ولم يكن	طرفین کا یہ غلو اس کے خلاف ہے جس پر تمام اہل علم اور اہل ایمان کا ایمان ہے - کیونکہ یزید بن معاویہ حضرت عثمان کی خلافت میں پیدا ہوا - اس نے آنحضرت کا زمانہ نہ پایا اور تمام علماء کے اتفاق سے وہ صحابی نہ تہا اور وہ بڑی مشہور دینداری اور نیکی کا روں سے تہا - وہ جوان مسلمانوں سے تہا نہ وہ کافر تہا نہ زندیق - اپنے باپ کے بعد بعض مسلمانوں کی ناراضگی اور بعض کی رضا پر وہ بادشاہ ہوا تہا اسمیں بہادری اور سخاوت

مظهرا للفواحش كما يحكي عنه خصومه - وجرت في امارته امور عظيمة احدها مقتل الحسين رضي الله عنه وهو لم يامر بقتل الحسين ولا اظهر الفرح بقتله ولا نكت بالقضيب على ثناياه رضي الله عنه ولا حمل راس الحسين رضي الله عنه الى الشام لكن امر بمنع الحسين رضي الله عنه وبدفعه عن الامر ولو كان بقتاله فزاد النواب على امره وحض الشمر ذي الجوشن على قتله لعبيد الله بن زياد فاعتدى عليه عبيد الله بن زياد فطلب منهم الحسين رضي الله عنه ان يجيئ الى يزيد او يذهب الى الثغر مرابطا او يعود الى مكة فمنعوه رضي الله عنه الا ان يستاسر لهم وامر عمر بن سعد بقتاله فقتلوه مظلوما له ولطائفة من اهل بيته رضي الله عنهم	بہی تہی اور جیسا اسکو دشمن اسکو بدنام کرتے ہیں علی الاعلان برے کام کرتا تہا - اسکی حکومت کے زمانہ میں کئی ایک بڑے بڑے امور ظہور پذیر ہوئے تھے ان میں سے ایک امام حسین کا قتل ہے مگر اس نے بذات خود امام کے قتل کرنے کا حکم نہ دیا - نہ اون کے قتل پر کسیطرح اظہار خوشی کیا نہ ان کے دانتوں کو چہڑی سے ٹہکورا - نہ امام کا سر مبارک اس کے پاس ملک شام میں پہنچایا گیا - لیکن امام حسین کو حکومت سے روکنے کے لئے یزید نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا تہا - اگرچہ لڑائی تک نوبت پہنچے - پس اس کے نائب نے اس کے حکم پر زیادتی کی اور شمر نے عبید اللہ ابن زیاد کو امام کے قتل کرنے کی ترغیب دی - پس ابن زیاد نے امام ممدوح پر زیادتی کی - امام حسین نے کہا کہ مجھے

یزید کے پاس یا سرحد پر یا مکہ شریف کیطرف جانے دو - لیکن اونہوں نے ان میں سے کوئی صورت نہ مانی سوا اسکو کہ امام خود قیدی ہو کر اون کے قبضے میں آویں - ابن زیاد نے عمر بن سعد کو امام سے لڑنیکا حکم دیا - پس انہوں نے امام کو اور امام کے اہل بیت میں سے چند آدمیوں کو مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا - رضی اللہ عنہم

ناظرین ! انصاف کریں کہ جس کلام کو رافضی راقم نے تمام اہل سنت کا مذہب بتایا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کلام سے ثابت کیا ہے اسی کلام کا رد خود شیخ الاسلام کر چکے ہیں - پہر نہیں معلوم راقم مذکور نے کس دیانتداری اور ایمانداری سے اسی مردود کلام کو تمام اہل سنت کا مذہب قرار دیا ہے - افسوس خرابی لعنت یا ایمانداری یہ ہے کہ شیخ الاسلام کی عبارت کے ترجمہ میں تصرف بیجا کر کے احمقوں کی آنکھوں میں خوب مٹی ڈالی ہے - عربی عبارت یہ ہے :-

فسمع بذالک قوم ممن کان یستن - اس کا ترجمہ یہ ہے :- کہ ایک ایسی قوم نے سنا جن کی پیروی کیجاتی تھی مگر رافضی راقم نے اس کا ترجمہ یوں کیا کہ

"اسکو جب عام طور پر اہل سنت نے سُنا"۔ کیا خوب +

پس اصلاح کسے ناضل اڈیٹر جن کے نام کے ساتھ بہت سارے القاب لگائے جاتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لحاظ سے انصاف کریں کہ جو کچھ انہوں نے اہل سنت کی نسبت شائع کیا ہے کہ اہل سنت یزید کو نیکبخت بلکہ نبی کہتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے ؎

میرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھکر (باقی پھر)

عیسائیوں سے مباحثہ

۲۱ دسمبر ۱۹۰۶ء کے پرچہ میں اس بحث کو چھوڑا تھا۔ آج پھر ہمارے کرم پادری جوالا سنگہ صاحب بریلوی کا مضمون آیا ہے۔ پرچہ مذکورہ میں بحث اس حد تک پہنچی تھی کہ پادری صاحب نے حضرت مسیح کی بابت یہ تسلیم کیا تھا۔ کہ وہ اپنی ذات میں ممکن ہے مگر واجب بالذات کا معلول اول ہے اس پر میں نے کئی ایک دفعہ پادری صاحب کی خدمت میں گذارش کیا تھا کہ مسیح جب اپنی ذات میں ممکن ہے گو وہ آپ کے نزدیک معلول اول ہے تاہم وہ فی حد ذاتہٖ واجب بالذات نہوا۔ اسپر وہ تین خداؤں کی کمیٹی میں کیونکر کرسی نشین ہو سکتا ہے۔ اس کے جواب میں پادری صاحب نے مجھ سے چند ایک سوال کئے تھے۔ جو ۱۰ دسمبر کے پرچہ ہی میں چھپے تھے جن کا جواب میں نے دانستہ نہیں دیا تھا کہ میرے خیال میں وہ سوال خارج از بحث تھے پادری صاحب صرف بہانہ تلاش کرتے تھے۔ بہرحال آج پادری صاحب کا جواب نئے سرے سے درج ہے جس میں پادری صاحب نے اس بحث کا خاتمہ کر دیا ہے واقعی بھی یہ ہے کہ پادری صاحب کے جواب ہی سے مذہب عیسوی کا ابطال کافی ہوتا ہے۔ اس لئے اب آئندہ کو بحث کی حاجت نہیں۔ بہرحال پادری صاحب کا مضمون یہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

واضح ہو۔ کہ میں نے گذشتہ تحریر میں مولوی صاحب کو چیلنج دیا تھا۔ کہ آپ امور چیلنج کی تردید کریں ورنہ فیصلہ ہو گیا کہ دین محمدی بمقابلہ دین عیسوی کے باطل ہے۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ مولوی صاحب سے امور چیلنج کی تردید نہو سکی۔ مگر چند عذر آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ جو قابل التفات نہیں ہیں غور فرمائیو +

اوّل مولوی صاحب نے اپنی عادت کے مطابق اوّل اعتبارات پر لحاظ نہ کر کے جو پر مبحث موقوف تھا یہ تحریر کیا ہو قولہ کہ ممکن خاص اور واجب بالذات دو مفہوم متضاد ہیں۔ اور انکا اتحاد و صدق ایک ذات پر نہیں ہو سکتا۔" اقول اس کا مفصل جواب میری تحریر میں اپنے موقعہ پر مندرج ہو اُسکا لب لباب یہ ہے کہ باعتبار مسئلہ تثلیث کے واجب بالذات یعنی باپ علیہ السلام اور اسکی معلولین یعنی ابن اللہ و روح القدس جو واجب بالغیر ہیں اور ایک معنی سے ممکن خاص ذاتی ہیں۔ تینوں کا واجب بالذات ہونا مراد نہیں اور نہ ایک ذات پر انکا اتحاد و صدق اس طور سے مراد ہے۔ کہ تینوں کا واجب بالذات ہونا لازم ہے۔ مگر تینوں میں فقط باپ کا واجب بالذات ہونا ضرور مراد ہے اور باعتبار اصول فلسفہ کہ واحد سے صادر نہیں ہوتا مگر واحد اور کہ تخلف المعلول علت تامہ سے ناجائز ہے۔ اور عدم معلول کو عدم علت لازم ہے اور کہ ربط حادث بالقدیم ضروری ہے۔ تینوں کا باوجود مغائر الوجود ہونے کی ضروری الوجود یعنی قدیم زمانی ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا تینوں کی ذات پر عدم ممتنع ہے اور یہ تینوں باصول فلسفہ تقدیم وتاخر بالعلیت کے خارج میں واجب الوجود ہیں اور اس لئے کہ واجب الوجود کے معنے وجوب وجود واحد میں مشترک ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ مولوی فاضل صاحب کا مقولہ مذکورہ مبحث کا مبطل نہیں بلکہ موافق ہے۔ تاوقتیکہ حسب اصطلاح حکماء واجب بالذات اور اسکی معلولین ممکن خاص ذاتی کا قدیم زمانی اور واجب الوجود ہونا ثابت ہے۔ اور اس واسطے کہ عبارت فلسفہ میں واجب الوجود سے مراد خدا ہے۔ مسیح اور تینوں کو خدا ماننا خلاف عقل و حکم نہیں ہے۔ لا مشاحۃ فی الاصطلاح

ثانیاً مولوی صاحب فرماتے ہیں قولہ کہ منطق کا عام اصول ہو۔ الشی مالم یجب لم یوجد یعنی جبتک کوئی چیز اپنی علت کے ذریعے واجب الوجود نہو لے موجود نہیں ہو سکتی۔ مسیح کی کیا خصوصیت ہے؟۔ میرا اور آپکا وجود بھی علت کے ہوتے ہوئے واجب الوجود ہو +

اقول:۔ یہ سخت افسوس کی بات ہے۔ کہ مولوی فاضل صاحب معلول اول واجب بالذات کی خصوصیت میں جس سے مراد مسیح ابن اللہ ہو اور جس کی وجود پر عدم ممتنع ہے۔ اور عام معلولات کی خصوصیت میں جو حادث زمانی ہیں اور جن کی ذات پر عدم ممتنع نہیں ہے۔ کچھ امتیاز نہیں کرتے بلکہ آپ معلول قدیم زمانی مجرد روحانی اور حادث زمانی مرکب جسمانی کے وجود کو مساوی یعنی دونوں کو واجب الوجود فرماتے ہیں اور منطقی اصول کو جہل پر مبنی بتلاتے

ahmadimuslim.de

تبلاتو ہیں اس سے ظاہر ہوگیا کہ آپ منطق فہم کو خوب کام میں لاتے ہیں اور فضیلت کی پگڑی کی حفاظت کرتے ہیں (خوب تہذیب ہے۔ ایڈیٹر)

تماشا آخر میں مولوی صاحب لکھتے ہیں قولہ۔ کہ میں آپ کے چیلنج کو خارج از بحث جان کر جواب دونگا۔ اقول۔ کیا خوب انشاء اللہ ناظرین اہل علم و عقل پر منکشف ہو جائیگا۔ کہ جب واحد بالذات واحد حقیقی سے مرتبہ واحد میں ایک ہی معلول صادر ہو سکتا ہے۔ اور علت و معلول کا مغائر الوجود ہونا ضروری ہے اور عدم تخلف معلول علت تامہ سے نا جائز ہے تو دونوں کا یعنی علت و معلول کا واجب الوجود ہونا امر حق ہے۔ پس صاف واضح ہے۔ کہ مسیح ابن اللہ و روح القدس جو واجب بالذات کے معلول ہیں باعتبار معلولیت کے ممکن خاص ذاتی اور باعتبار عدم علت و معلول کے ایسا واجب الوجود ہونا جنکی ذات پر عدم ممتنع ہے۔ نتیجہ یہ پس مسیح ابن اللہ کا مختلف اعتبارات پر ممکن الوجود اور واجب الوجود ہونا موقوف ہے۔ لہٰذا مقام تعجب ہے۔ کہ مولوی صاحب موقوف موقوف علیہ کا امتیاز نہیں کرتے اور مبادی مبحث کو خارج از بحث جانتے ہیں غرضکہ دین عیسوی جو ماسوا واجب بالذات کے مسیح ابن اللہ کو واجب الوجود مانتا ہے بمقابلہ دین محمدی کے جو ماسوائے واجب بالذات کو حادث زمانی مانتا ہے حق ہے اور چونکہ مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب نے مسیح ابن اللہ کے وجود کو مثل وجود واجب بالذات کے واجب الوجود تسلیم کر کے خدا مانتے ہیں اور نہ اس چیلنج کے جس پر مسیح ابن اللہ کا واجب الوجود ہونا موقوف ہے تردید فرماتے ہیں اور نہ کوئی معقول عذر جو قابل لحاظ ہو پیش کرتے ہیں لہٰذا ایسے انکار محض کو لا علاج سمجھ کر مباحثہ کو ختم کرتا ہوں۔ دعا یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ میرا اور مولوی صاحب کا خاتمہ اپنے دین حق پر کرے۔ آمین۔ زیادہ سلام +

راقم خادم پادری جوالا سنگھ بریلوی

جواب:۔ بغرض آسانی ناظرین کے ہم نے تینے فقروں پر نمبر لگا دئیے ہیں اب میں بتلاتا ہوں کہ کس طرح پادری صاحب نے مذہب عیسوی کا ابطال کیا ہے۔ نمبر ۱ اور نمبر ۲ میں پادری صاحب کا صاف اقرار ہے کہ **واجب بالذات** صرف ایک ذات باری تعالیٰ شانہ ہے اور کوئی نہیں۔ پھر نمبر ۲ اور ۳ میں پادری صاحب نے کھلے لفظوں میں مسیح اور روح القدس سے وجوب ذاتی کی نفی زمانی ہے جس کا نتیجہ صاف یہ ہو کہ مسیح اور روح القدس چونکہ واجب بالذات نہیں۔ اس لئے وہ خدا بھی نہیں۔ چنانچہ قرآن شریف نے بھی یہی فرمایا ہے

مگر پادری صاحب باوجود تسلیم کرنے ان دو مقدمات جن کا صریح نتیجہ مسیح سے الوہیت کا سلب ہے۔ الٹے ترجیح رائی کرتے ہوئے فقرہ نمبر ۵ میں نیا ہی راگ الاپتے ہیں کہ تینوں کو خدا جاننا خلاف عقل و علم نہیں۔ چہ خوش ؎

من چہ میگویم و طنبورہ من چہ میگوید

آپ کے مقدمات کیا کہتے ہیں اور آپ کیا فرماتے ہیں۔ اب میں ناظرین کی مزید آسانی کے لئے پادری صاحب کے مسلمہ مقدمات یہاں لکھتا ہوں:۔

(۱) واجب بالذات صرف ایک ہے +

(۲) مسیح اور روح القدس واجب بالذات نہیں +

(نتیجہ) کیا ہوا؟ یہ کہ مسیح اور روح القدس خدا نہیں کیونکہ خدا ہوتے۔ تو واجب بالذات ہوتے جب وہ واجب بالذات نہیں تو خدا بھی نہیں۔ نہ معلوم پادری صاحب نے منطق الفاظ ہی پڑھے ہیں یا ان کے معانی اور مطالب سے بھی ان کو غرض ہے "اس برتے پہ تتا پانی" آپ مجھے مخول کرتے ہیں کہ مولوی صاحب فضیلت کی پگڑی کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں جناب میں نے تو پگڑی کی حفاظت کر لی ہے۔ اب آپ سے گذارش ہو کہ میدان مناظرہ میں ذرا سنبھل کر آئیگا

قدم رکھنا سنبھل کر میکدہ میں پادری صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

پھر لطف یہ ہو کہ آپ یا تو خود مغالطہ کھاتے ہیں یا مغالطہ دیتے ہیں کہ علت اور معلول اول پر واجب الوجود کا لفظ بولتے جاتے ہیں مگر یہ تشریح نہیں کرتے۔ کہ کس قسم کا وجوب ہے۔ حالانکہ ان ایک کا وجوب بالذات ہے۔ دوسرے کا وجوب بالغیر۔ چنانچہ آپ خود ہی فقرہ نمبر اول اور دوم میں اسبات کو تسلیم کرتے ہیں جب دو نوع کا وجوب دو نوع سے ہے۔ تو پھر لفظ مشترک کا استعمال کرنا خود مغالطہ خوردن یا مغالطہ دہی نہیں تو کیا ہے +

(۲) آپ کا جہل افسوس کرتا ہوں کہ آپ نے معلول اول اور عام معلولات حادثات زمانیہ میں فرق نہیں کیا۔ یہ آپ کی مہربانی کا تقاضا ہے ورنہ آپ اگر میرے مدعا پر غور کرتے تو آپ یہ افسوس کبھی منہ پر نہ لاتے۔ جناب من میرا مدعا صرف یہ تھا کہ آپکو منطقی قاعدہ سے سمجھا دوں کہ آپ جو معلول کو بار بار واجب۔ واجب بول رہے ہیں یہ آپکی غلطی ہے جب یہ عام اصول ہے۔ الشئی مالم یجب لم یوجد۔ یعنی کوئی شئے واجب بالغیر ہوئے بغیر وجود پذیر نہیں ہو سکتی۔ یہ تو حکم سب معلولات کا ہے اس میں کسی خاص معلول کی تمیز کیا ہے +

+ پادری صاحب کے خط میں اسیطرح ہے

رسالہ الف
حجم ۱۰۰ صفحہ
تاریخ
ناظرین اندازہ کر
اہل اسلام کو کس قدر
ہندوستان
روپیہ سالانہ
نہیں ہرگز
فی الخیرات
کی خریداری
قیمت
صد روپیہ
مرزا محمد یوسف

بہرحال مجھے خوشی ہے کہ میری تحریر اور تقریر سے ایک بڑا منطقی یا منطق کا مدعی ایسا حواس باختہ ہوا ہو کہ بجائے تائید کرنے کے اپنے مذہب کی صاف صاف لفظوں میں تردید کرتا ہے یا خدا اس سے کراتا ہے فللہ الحمد ؎

شکر للہ کہ میان من و تو صلح فتاد
حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند

پس میں آپکو اور ناظرین کو اس فیصلہ کی مبارکباد کہتا ہوں ؎

کون کہتا تھا کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

آپکا باوفا ابوالوفا۔ امرتسر

کیا اڈیٹر اخبار اہل فقہ رافضی ہے؟

جب اڈیٹر اہل فقہ نے بخاری شریف کی تردید شروع کی تھی۔ تو ہمیں سخت تعجب گذرا تھا کہ یہ کیا سنتی ہو۔ جو (بقول حسن میاں پھلواروی) تمام اہلسنت سلف و خلف کا مخالف ہے اس تعجب کے ساتھ ہی ساتھ ہمارا خیال اس پہلو پر گیا کہ یا تو اڈیٹر صاحب شیعہ ہیں اور یہ اخبار اہل فقہ تقیہ کا جال ہے۔ اور یا نیچری ہیں اور پالیسی نیچریت کی چال ہے مگر نیچری ہونیکا خیال صرف ان کی روش سے پیدا ہوا۔ ورنہ اڈیٹر صاحب موصوف متقی (تقیہ باز) شیعی ہیں +

کیونکہ مولانا حسن خلف مولوی سلیمان صاحب حنفی پھلواروی صاف صاف تحریر فرما چکے کہ بخاری شریف کی عدم صحت کا قائل کوئی افراد اہل سنت میں سے نہیں ہے

اب ہم مولانا حسن صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اب آپ ایمان سے فرمائیں۔ کیا اڈیٹر اہل فقہ جو صحت بخاری کا قائل نہیں اہل سنت میں ہے یا نہیں ہے؟

اور یہ بھی تحریر فرماویں کہ آپ کی وہ تحریر جو بعنوان اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری اخبار اہل حدیث میں شائع ہوئی تھی صحیح سمجھی جاوے یا غلط؟ اور یہ بھی ارشاد ہو کہ اڈیٹر اہل فقہ کی طرح مرزا حیرت صاحب دہلوی انکار شہادت امام حسین کرتے ہوئے الجرح علی البخاری کا ہیڈنگ قائم کریں تو بجا ہوگا یا بیجا؟

ان تین سوالوں کا جواب مولانا حسن صاحب پھلواروی کے ذمہ ہے ہم امید کرتے ہیں اور قوی امید ہے کہ مولانا حسن صاحب ان سوالوں سے اعراض اور چشم پوشی نفرمائینگے بلکہ معقول جواب دینگے (خواہ بذریعہ اہلحدیث یا بذریعہ اہل فقہ)

اب ہم اصل مطلب پر آتے ہیں اور اپنے اس عنوان کو کہ "کیا اڈیٹر اہل فقہ رافضی ہے"۔ اور مزید ثبوت دیتے ہیں :۔

پیارے ناظرین! اخبار اہل فقہ سے علماء حنفیہ سخت متنفر ہیں اور سوائے گوشہ نشینوں عقل کے اندھوں کے اور کسی ہند کے حنفی نے اسے پسند نہیں کیا بلکہ عام طور پر حنفی دنیا میں اس خیال کو ترقی اور شہرت ہوتی جاتی ہے۔ کہ اہل فقہ کا اڈیٹر شیعی ہے +

جناب مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ نے ذی الحجہ کے پرچہ میں بعنوان انجمن الارشاد دیوبند مولوی احمد اللہ صاحب مہردولی کی ایک تحریر درج کی ہو جس میں یہ چھپتے ہوئے فقرے اڈیٹر اہل فقہ کو شیعی ہونیکا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں +

"شرک و بدعت اس قدر ترقی پر ہے۔ کہ اخبار اہل فقہ امرتسر جو بادی النظر میں حمایت فقہ و اہل رضا میں جاری ہوا تھا۔ شرک و بدعت کی اشاعت میں کوشاں اور تردید صحیح بخاری میں تنقید بخاری مندرجہ اصلاح کا ہمزبان ہے۔ النجم ذی الحجہ

لیجئے صاحب! صاف فیصلہ ہو گیا کہ اصلاح جملہ شیعوں کا آرگن ہے آپ اس کے ہمزبان ہمخیال ہم عقیدہ ہم مذہب۔ پھر سچ کہئیگا کہ آپ شیعہ ہوئے یا نہیں؟ علمائے لکھنؤ و پھلواری و مہردولی و دیوبند آپ کو کیا سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں۔ اور ہمارے عنوان "کہ اڈیٹر اہل فقہ رافضی ہے" کی کس حسن و خوبی سے تصدیق ہو رہی ہے۔ راقم محمد عباس ضلع فیض آباد +

کھلی چٹھی

جناب اڈیٹر صاحب اخبار اہل حدیث دام اقبالکم۔
السلام علیکم و رحمۃ اللہ جناب کی خدمت میں پہلے عاجز کی درخواست کیجاتی ہے بعد اداب یہ عرض ہے کہ جناب کا معزز اخبار اہلحدیث علاوہ پیروان اہل حدیث کے زیادہ تر اعلی تعلیم یافتہ جماعت کی نظروں سے گذرتا ہے اور اس لحاظ سے کہ اس میں چکڑالوی قادیانی۔ آریہ اور گاہے گاہے شیعہ کا رد ہوتا ہے اکثر ان برادران احناف کے نظر سے گذرتا ہے۔ جو بے تعصب اور سمجھدار ہیں جنہیں تہذیب عقل اور متانت کا مادہ اللہ تعالی نے دیا ہو ایسے لوگ آپکو اجتہاد و تقلید کی بحث سے محظوظ ہوتے ہیں۔ آپ کی اس بحث میں کسیطرح کی ناگوار طبع بات نہیں ہوتی لہجہ ادب گذارش ہے۔ کہ آنجناب اپنے قابل قدر قیمتی صفحوں کو ایسی تحریروں سے جسمیں کام کی بات نہیں ہوتی اور جنکا ماحصل بجز تو تو میں میں کچھ نہیں۔ (جیسے میاں مضطر صاحب۔ تو ٹیڑھا ہو وغیرہ) بہتر ہے ایسی تحریروں سے

+ یہ مضمون ہم کو بھیجا تھا (اڈیٹر)

معاف فرماویں اور برادران احناف کے مقابلہ میں جو کچھ تحریر فرماویں آپ اپنے قلم گوہر بار سے ارقام فرماویں۔ اور اخبار اہل فقہ کو ترکی بہ ترکی جواب کیطرف توجہ نہ فرماویں۔ اخبار اہل فقہ کا مقصود نہ اظہار حق ہو نہ اسلامی دنیا کے سامنے کام کی بات پیش کرنا۔ بلکہ والغوا فیہ لعلکم تغلبون ہے جب عمر کریم جیسے ذی علم لوگ "جنکو جرح کے معنی تک کا پتہ نہیں" اسکے اعلیٰ نامہ نگار ہیں تو اخبار اہل فقہ کا بھلا پوچھنا۔ ہاں ان کے خدشات کے جواب سادہ اور پر مغز الفاظ میں دیکر واعرض عن الجاہلین پر عمل فرماویں اور انکے فالتو جملوں کے جواب سے خاموشی اختیار فرمالیں۔ جیساکہ خاص جناب کی تحریر کی روش برابر چلی جارہی ہے۔ اور یہی مطابق سیرت رسول اللہ صلعم ہے۔ وما انتقم رسول اللہ صلعم لنفسہ الا ان تنتہک حرمۃ اللہ فینتقم للہ بہا۔ بعض بعض نامہ نگار جنکی نگاہ پر پہلو پر نہیں اخبار اہل فقہ دیکھکر بھڑک اٹھتے ہیں۔ ان کی تحریرات کو درج اخبار ہونے سے اخبار کی متانت و اعزاز پر حرف آتا ہے۔ اور اہل اسلام خواہ برادران اہلحدیث ہوں یا احناف کسی کو اس سے نفع نہیں کیا آنجناب اخبار اہل فقہ کی روش پسند فرماتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ پھر آپ کیوں اس کی جہالت کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ کیا جو الفاظ جناب کیلئے وہ لکھینگے آپ ان الفاظ کو ان کے لئے بھی لکھیں گے ہرگز نہیں کیا گر نعوان سگ کا جواب گزیدن ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ دوختہ ہے۔ اہل فقہ اخبار کے ترکی بہ ترکی جواب کے لئے جناب کو لکھنؤ کی سرائے میں رہ کر اس گروہ سے تعلیم حاصل کرنا پڑیگا۔ جو دنیا میں ضرب المثل ہے آخر شیعی بیچارے اسی وجہ سے بے وقعت اور بدنام ہیں یا دوسری وجہ سوڈی مجہ کے بیچ اصلاح شیعی نے اخبار اہل فقہ کی مدحت سرائی کی ہے اور ریویو لکھتے ہوئے بہت کچھ توصیف کی ہے اسی سے برادر سگ شغالی کا ثبوت ہوتا ہے۔

الراقم عبد السلام مبارکپوری و عبد الہادی دہلوی

ایڈیٹر: میں آپکے مشورہ پر عمل کرونگا۔ مگر آپ نے خود بھی تو کوئی کمی نہیں کی

ندوۃ العلماء کا جلسہ

ندوہ کے طلباء کی دستاربندی کا جلسہ یکم۔ دوم مارچ کو تھا۔ یکم کو جب میں محمل دانا پور کے جلسہ پر جارہا تھا۔ تو لکھنؤ کے اسٹیشن پر ندوہ کے والنٹیروں نے مجھے مجبور کیا۔ کہ آج ندوہ کے جلسہ میں شریک ہوجئے۔ میں نے یہ سوچکر کہ جمعہ کی نماز بھی ملجائیگی۔ اتر پڑا۔ یکم کو ۲ بجے سے ۴ بجے تک جلسہ تھا۔ جناب مولانا مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری صدر جلسہ بنائے گئے تقریبا ایک میری اور ایک جناب مولوی شبلی صاحب کی ہوئی۔ نواب صاحب بہاولپور کے انتقال پر افسوس ظاہر کرکے ان کے لئے دعاء مغفرت کی گئی۔ میری تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ اسلام میں علماء کا وجود ایسا ہی ضروری ہے جیسا سلطنت کے لئے فوج کا۔ مولوی شبلی صاحب کی تقریر دارالعلوم ندوہ کی ضرورت پر تھی دوسرے روز چونکہ میں شریک نہ تھا۔ اس لئے معلوم نہیں کیا ہوا۔

خیر یہ تو ایک معمولی بات ہے۔ خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ ندوہ میں جس بات کی کمی ابتداء سے محسوس ہوئی تھی۔ نہایت افسوس سے دیکھا گیا کہ بدستور آجتک بھی وہی کمی ہے یعنی اشتمال ہی روح ندوہ میں نہیں۔ دارالعلوم کی زمین بیشک بہت بڑی وسیع ہے۔ مگر اس کی اکثر عمارت ایسی غیر موزوں کی گئی ہے۔ کہ نہ تو تعلیمی قواعد کا لحاظ ہے نہ حفظان صحت کا۔ درسگاہ ہال میں قریب قریب ہی مدرس تعلیم دیتے ہیں۔ جن کی آوازیں آپس میں خوب ٹکرا کر دماغوں میں پریشانی کا موجب ہوتی ہونگی۔ حالانکہ جگہ کافی سے زیادہ ہو۔ شمال مغرب کیطرف ایک دالان اگر بنا لیا جاتا تو یہ تکلیف بالکل رفع ہوجاتی۔ بورڈنگ ہاؤس میں گو اسکا نام کالجی ہاؤس رکھنا بہت ہی موزوں ہوگا۔ دو دو تین تین طلباء ایک ایک حجرہ (کمرہ) میں رہتے ہیں مگر ان کی بناوٹ ایسی ہو کہ صرف سامنے سے ایک دروازہ ہو اور بس اگر وہ دروازہ بند کیا جائے تو کہیں سے روشنی آسکتی ہو نہ ہوا۔ گیا اچھا عمدہ تعلیم اور کیا اچھا عمدہ حفظان صحت ہوا کا درآمد برآمد ہونا ایسا ضروری ہے کسی سے مخفی نہیں بیٹھے ورنہ کیا کہیں عمارت جدید ہے یا قدیم تو جواب ملا کہ ندوہ نے بنوائی ہے۔ پھر دریافت کیا کہ ان حجروں کے بنانے والے کس کے مکان میں ہیں جواب ملا کہ زراعت ہو تو یہ دولت جواب سنکر مجھکو سخت رنج ہوا کہ ابھی ہمارے علماء کی جماعت سے یہ بد انتظامی اور نالائقی کا سیاہ ٹیکہ کب دور ہوگا۔

ایک ادنیٰ عقل کا آدمی بھی ان حجرات (بورڈنگ ہوس) کو دیکھکر کہیگا کہ واقعی جس صاحب نے اس عمارت کا نقشہ بنایا ہو۔ وہ اصول انجنیری میں اول نمبر پاس شدہ ہوگا۔ حالانکہ معمولی بات تھی کہ دروازہ کے دائیں بائیں دو کھڑکیاں لگائی جاتیں ان دونوں کھڑکیوں کے سامنے کی دیوار میں بھی جسکو پیچھے کہتے ہیں محض ملامت ہی چھوٹی چھوٹی دو کھڑکیاں ہوتی۔ جنمیں بجائے ہو کا پنجرہ لگا دیا جاتا جس سے ہوا کی درآمد برآمد بھی رہتی اور روشنی بھی۔ گرمیوں میں طلباء دروازہ بند کرکے لیٹ رہتے تو نہ کسی چیز کے کھوئے جانے کا خطرہ رہتا نہ ہوا کے رکنے سے دم حبس

ahmadimuslim.de

فتاویٰ

س نمبر ۱۴۴: ایک عورت خوانندہ اہلحدیث ہے اپنے شوہر سے بوجہ کم منظری وجہالت پنے وغیرہ سے ہمیشہ بیزار رہا کرتی ہے اور خلع چاہتی ہے لیکن شوہر کسی طرح طلاق دینے پر نہیں راضی ہوتا ہے۔ اب عورت مذکورہ کے بارے میں شرع شریف کیا حکم دیتی ہے بادلیل جواب ارشاد ہو۔ د ع ع ع

ج نمبر ۱۴۴: حدیث شریف میں ایسا ہی ایک قصہ آیا ہے کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے ناپسندیدگی ظاہر کی تو حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا خلع کرایا گیا۔ پس خاوند کو چاہئے کہ اس بیکس پر رحم کر کے خلع منظور کر لے جب تک خاوند منظور نہ کرے۔ میرے ناقص علم میں کوئی صورت نہیں +

س نمبر ۱۴۵: ایک شخص کاشتکار کے پاس دس مزدور خاص ہیں یعنی پیشگی روپیہ لئے ہوئے ہے۔ اور مزدوران بوجہ تکالیف خرچ ہوتا کے وابستگان اپنے آقا سے قرض روپیہ خواہ غلہ طلب کرتے ہو۔ اور شخص مذکور کو اس قدر بضاعت نہیں کہ اپنے پاس سے قرض دیوے۔ اب شخص مذکور کو دوسرے شخص قوم ہنود وغیرہ سے قرض سودی اپنے مزدوراں کو دلوا دینا جائز ہے یا نہیں اور سوائے قرض سودی کے دوسرا کوئی سبیل مد نظر نہیں۔ امید کہ مدلل جواب قرآن وحدیث سے مرحمت ہو۔ (خاکسار شیخ عبد الصمد خریدار ع ۱۲۳)

ج نمبر ۱۴۵: سود کا لینا اور دینا کسی طرح جائز نہیں +

س نمبر ۱۴۶: کعبۃ اللہ میں جو اب چار مصلیٰ قائم ہیں یہ کب سے جاری ہوئے

س نمبر ۱۴۷: سینہ پر ہاتھ باندھنا اور زیر ناف ہاتھ باندھنا کس حدیث سے ثابت ہے

س نمبر ۱۴۸: بم پولیس کا ٹھیکہ لینا کیسا ہے جائز یا ناجائز؟

س نمبر ۱۴۹: مٹی کا برتن یا چینی کا برتن اس میں ہر ایک قوم کھاتا ہو اس برتن کو دھو کر مسلمان اُس میں کھا سکتا ہے یا نہیں؟

س نمبر ۱۵۰: اگر کسی بکری یا مرغی کا سر وقت ذبح کے بسبب کارد تیزی کے جدا ہو جاوے تو اب اوسکا کھانا کیسا ہے۔

س نمبر ۱۵۱: اور خرگوش کا کھانا حلال ہے یا حرام یا مکروہ؟

ج نمبر ۱۴۶: اُستاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم دہلوی نے لکھا ہے کہ چوتھی صدی میں مذاہب کی پابندی ہوئی تھی پس جب ہی سے چار مصلے بنے ہیں + کوئی شرعی امر نہیں

ج نمبر ۱۴۷: سینہ پر ہاتھ باندھنے کی حدیث صحیح ابن خزیمہ میں ہے اور زیر ناف باندھنے والی حدیث صحیح نہیں (دیکھو زیلعی)

ج نمبر ۱۴۸: بم پولیس کا ٹھیکہ اگر اُجرت کا ہے یعنی اس بات کا ہے کہ یہاں سے وہاں تک اٹھانے کی یہ اُجرت ہوگی تو یہ جائز ہے اور اگر اسکی فروخت کا ٹھیکہ ہے تو منع ہے۔ کیونکہ پاخانہ حرام ہے۔ اور حرام چیز کی فروخت منع ہے۔

ج نمبر ۱۴۹: ہر ایک قسم کا برتن دھو کر کھا سکتا ہو۔ کیونکہ ہر ایک ناپاک برتن دھونے سے پاک ہو جاتا ہے +

ج نمبر ۱۵۰: سر جدا ہو جانے سے جانور حرام نہیں ہوتا +

ج نمبر ۱۵۱: خرگوش حلال ہے حرام کہنے کی کوئی وجہ شرعی نہیں +

س نمبر ۱۵۲: ایک شخص کی تین بیبیاں ہیں سو مر گیا ایک بی بی کی ایک لڑکی ہے۔ اور ایک بی بی کے دو لڑکے۔ اور ایک بی بی کے تین لڑکی ہیں۔

ج نمبر ۱۵۲: ترکہ جمیع ترسبہ اس طرح تقسیم ہوگا۔ مثلاً حصہ ۱۶۸

۳ بیبیاں　—　۴ لڑکیاں　—　۲ لڑکے

۲۴ (۸-۸-۸) — ۸۴ (۲۱-۲۱-۲۱-۲۱) — ۸۴ (۴۲-۴۲)

یعنی ایکسو اڑسٹھ حصوں میں سے ۲۴ حصے تینوں بیبیوں کو یعنی آٹھ آٹھ ہر بیوی کا اور اکیس اکیس لڑکیوں کے اور بیالیس بیالیس لڑکوں کو +

س نمبر ۱۵۳: تیمم کی کیا نیت ہے؟

س نمبر ۱۵۴: بیماری ہیں ۳-۴ وقتوں کی نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا درست ہے یا نہیں اور فوت شدہ نمازوں کو مع سنتوں وتروں کے پڑھے یا صرف فرض ہی پڑھ لے مثلاً ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فوت ہوگئی اور صبح کی نماز کے ہمراہ ان فوت شدہ نمازوں کو پڑھے تو صرف فرض ہی پڑھا ہو یا سنت وغیرہ بھی پڑھے۔

س نمبر ۱۵۵: تیمم کے واسطے مٹی پر ایک دفعہ ہاتھ مارنا چاہئے یا دو دفعہ یعنی ایک دفعہ ہاتھ مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیرے یا علیحدہ علیحدہ؟

س نمبر ۱۵۶: تیمم میں ہاتھ کا پہنچوں تک مسح کرے یا کہنیوں تک اندر ایک دفعہ یا تین دفعہ اسی طرح منہ کا ایک دفعہ یا تین دفعہ اسی طرح منہ کا ایک دفعہ یا تین دفعہ +

س نمبر ۱۵۷: جمعہ کو فرضوں سے پہلے کتنی سنتیں پڑھے اور دو

ahmadimuslim.de

دو رکعت نماز پڑھی ہو۔ یا چار۔ چاہیے اور جماعت فرضوں کے کتنی ؟

س نمبر ۱۵۸ :- جماعت کھڑی ہو گئی امام الحمد شریف پڑھ چکا اور قرات پڑھنے لگا۔ مقتدی قرات میں آ کر جماعت کے ساتھ شامل ہوا۔ تو اس وقت اللہ اکبر کہکر صرف الحمد شریف پڑھے۔ یا دعا (اللھم باعد بینی الخ) (یا سبحانک الخ) بھی پڑھے ؟

س نمبر ۱۵۹ :- امام رکوع میں چلا گیا۔ اسوقت کوئی شخص آ کر جماعت میں شامل ہو۔ تو اوسکو بھی رکوع میں شامل ہو جانا چاہیئے یا نہیں۔ مگر رکوع میں تو اسے الحمد شریف رہ جاویگی تو اس کی یہ رکعت ہو جاویگی یا نہیں ؟

س نمبر ۱۶۰ :- دو رکعت یا چار رکعت سنت کی نیت باندھی اور نصف یا ایک یا دو رکعت پڑھ چکا اسی اثنا میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ تو ان رکعتوں کو پورا کرے یا نیت توڑ کر جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر دو رکعت پڑھ چکا۔ اور اس میں جماعت نہ کھڑی ہوئی تو سلام پھیر دے۔ یا اور ملا دے یعنی چار کرے۔ تو کیا یہ صحیح تو نہیں ؟

س نمبر ۱۶۱ :- عشاء کے وقت فرضوں سے پہلے سوائے دو رکعت تحیۃ الوضو کے اور سنت بھی ہیں اور کتنی ہیں ؟

ج نمبر ۱۵۳ :- تیمم کی نیت بس یہی کہ دل میں سمجھے کہ میں نماز یا قرآن وغیرہ کے لئے بحکم شرع شریف تیمم کرتا ہوں اور زبانی کسی لفظ کو کہنے کی حاجت نہیں۔

ج نمبر ۱۵۴ :- اگر وقت پر پڑھنے کی قوت نہیں رکھتا تو جمع کرکے پڑھ سکتا ہے۔ جمع میں صرف فرض کافی ہیں سنتیں پڑھے تو نفل کا ثواب ہے۔

ج نمبر ۱۵۵ :- اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بموجب صحیح حدیث ایک دفعہ ہاتھ ملنا کافی ہے۔

ج نمبر ۱۵۶ :- اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ مگر صحیح حدیث کے مطابق پہنچوں تک کافی ہے۔ ایک ہی دفعہ۔

ج نمبر ۱۵۷ :- جمعہ کے فرضوں سے پہلے سنتیں نہیں ہیں ہاں نوافل جو چاہے پڑھے۔

ج نمبر ۱۵۸ :- سورہ فاتحہ کا پڑھنا تو حدیثوں میں آیا ہے اس لئے وہی پڑھو۔ اور دعا کا اس موقعہ پر نہیں آیا۔

ج نمبر ۱۵۹ :- حدیث شریف میں آیا ہے۔ امام جہاں ہو اس کے ساتھ ملجاؤ۔ خواہ رکعت پوری ملے یا نہ ملے۔ اس لئے رکوع میں ہو یا سجود میں سب جگہ ملجاؤ۔ لیکن الحمد کے بغیر رکعت محسوب نہ کرو۔

ج نمبر ۱۶۰ :- حدیث شریف میں آیا ہے جب فرضوں کی تکبیر ہو جاوے۔ تو کوئی نماز جائز نہیں ہوتی۔ لیکن یہ حکم اس شخص کے حق میں ہے جس نے فرض پڑھنے ہوں۔ پس سنتیں نوافل خود ہی ٹوٹ جائینگے اس لئے جماعت میں شریک ہو جاوے۔ دو رکعت کی نیت کی ہو تو سلام پھیر کر اور شروع کرو۔ اور اگر انہی پر اور دو کی بنا کرے تو بھی جائز ہے۔

ج نمبر ۱۶۱ :- عشا کی نماز میں فرضوں سے پہلے سنت موکدہ نہیں ہیں نوافل ہیں۔

غریب فنڈ

میں میاں عنایت اللہ صاحب آہنگر از مقام جیور ضلع بلند شہر ۸/ ماہواری مرحمت فرماتے ہیں۔

سابقہ۔ عہ میزان کل ۸/

درخواست

میاں عنایت اللہ صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ مولوی عبد العلیم ساکن جیور محلہ نگر بیاں ضلع بلند شہر غریب آدمی ہیں ان کے نام پر اخبار جاری کرایا جاوے۔ پس ناظرین توجہ فرماویں تو کچھ مشکل نہیں

درخواست

میں ایک غریب طالب علم ہوں۔ اخبار اہلحدیث کا شائق ہوں۔ پس زیادہ کیا عرض کروں۔ عبد القیوم از مراد آباد محلہ طویلہ مطب حکیم ہدایت علی صاحب

درخواست

مجھکو تفسیر ثنائی کا بہت شوق ہے۔ مگر غریب ہوں کوئی صاحب فی سبیل اللہ توجہ فرماویں۔ عبد اللہ سراج الدین از مقام عدالت گڑھ ضلع سیالکوٹ

اظہار الشہادتین

مثل مشہور الضرورت ام الایجاد یعنی ضرورت ہی سے ایجادیں ہوتی ہیں۔ مرزا حیرت اڈیٹر کرزن گزٹ دہلی نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے انکار کیا۔ تو ان کے رد میں کتابیں ثبوت شہادت میں تصنیف ہو گئیں۔ اس کتاب میں بھی اس بحث کو بہت تفصیل سے مصنف نے لکھا ہے۔ حضرات حسنین کی مجمل سوانح عمری وغیرہ۔ غرض ہر پہلو پر بسیط بحث ہے۔ ایک فصل اس کتاب میں یہ بھی ہے کہ یزید نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپکو قتل سے خوش ہوا تھا۔ افسوس ہے کہ مصنف علام نے ایسے ضروری عنوان میں تحقیق اور تفصیل سے کام نہیں لیا

ahmadimuslim.de

کی جگہ کابل میں برٹش ایجنٹ مقرر کیا۔ یہ امیر صاحب کی سیاحت ہند کے دوران میں سر میکموہن کے اسٹاف میں امیر صاحب کے اتاشی تھے۔

طاعونی اموات کل ہندوستان میں اُس ہفتہ کے اندر کہ جو ۲۳ فروری گذشتہ کو ختم ہوا۔ ۲۴۲۳۲ ہوئیں۔ اُن میں سے پنجاب میں ۱۰۲۸۹ موتیں ہوئیں۔

کراچی سے لاہور آتے ہوئے راہ میں ۲۸ ماہ گذشتہ کو امیر صاحب نے ریاست بہاولپور کے علاقہ احمد پور سٹیشن پر پہنچکر نواب صاحب مرحوم بہاولپور کی تعزیت ممبران کونسل ریاست بہاولپور سے کی اور فاتحہ پڑھکر نواب مرحوم کی روح کو ثواب پہنچایا۔ اور نواب صاحب کے خاندان کو تعزیت کا پیغام بھجوایا۔ بہاولپور کے اسٹیشن پر امیر صاحب نے دو گھنٹہ قیام کر کے ریاست کی طرف سے طعام دعوت تناول کیا۔

لاہور سے گذشتہ پیر کی شب کو روانہ ہو کر امیر صاحب راولپنڈی صبح ۸ بجے پہونچے۔ اور وہاں موٹر کار میں بیٹھکر اسلحہ خانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر منگل کے روز رات کے نو بجے پشاور میں وارد ہوئے۔ پشاور میں ایک روز قیام کر کے دوسرے روز ۷ ماہ حال کو جمعرات کے روز ۸ بجے صبح کے پشاور سے روانہ ہوئے۔ ۳۵ منٹ کے اندر انکا اسپیشل جمرود پہونچ گیا۔ امیر صاحب اور ان کے ہمراہی درہ خیبر میں سے گذرتے ہوئے ۱۲½ بجے دن کے لنڈی کوتل پہنچے۔ لنڈی کوتل میں امیر صاحب نے قلعہ کا ملاحظہ کیا۔ اور بے تار کی برقی خبر رسانی کے آلات بغور ملاحظہ کئے اور پانچ ایک ملازم سے جس کو خاص اسی غرض کے لئے پشاور میں چھوڑ آئے تھے ان آلات کے ذریعہ سے گفتگو کی۔ بعد ازاں اُنہی آلات کے ذریعہ سے اپنے تمام دوستوں کو ہندوستان میں الوداع کے پیغامات ارسال کئے۔ درہ خیبر میں ہر پچاس گز پر ایک ایک سپاہی موجود تھا۔ ۱۹ رسالہ کے سوار زیر کمانڈ ایک کپتان امیر صاحب کی اردلی میں تھے۔ جمعہ کی نماز ان کابلی علی مسجد میں ہوئی۔ علی مسجد سے ۱½ بجے بعد دوپہر ایک نقرئی ٹٹو پر سوار ہو کر امیر صاحب معہ تمام برٹش اسٹاف اور فوج کی اسکارٹ کے لنڈی خانہ روانہ ہوئے۔ لنڈی خانہ میں پہنچکر امیر صاحب اپنے علاقہ میں داخل ہو گئے۔ انگلش اسٹاف اور انگریزی فوج اور اتاشی وغیرہ سب لنڈی خانہ تک امیر صاحب کو پہنچا کر لنڈی کوتل اُسی روز واپس آگئے ریلاست روئی (؟) باز آئی۔

مولوی ابو رحمت صاحب کی طاعون سے صحت یابی کی خبر آئی۔ الحمدللہ

انتخاب الاخبار

جناب بیگم صاحبہ لوہارو افسوس بروز سہ شنبہ فوت ہو گئیں عمر صرف ۳۹ برس تھی۔

مدراس کی انجمن اسلامیہ کو ایک گمنام مددگار نے ۱ہزار روپیہ کا پرامیسری نوٹ بطور امداد کے ارسال کیا۔

لاہور میں ایک واردات ستی کی وقوع میں آئی۔ کمہار گلی میں لالہ لوٹا رام کو طاعون ہو گیا جب وہ قریب المرگ ہوا تو اس کی نوجوان اہلیہ نے پوچھا کہ تمہکو کس کے سپرد کر گئے۔ لالہ لوٹا رام نے جواب دیا کہ کس کے سپرد کروں۔ اگر خواہش ہے تو تم بھی میرے ساتھ چلو یہ جواب سنکر نوجوان عورت چپ چاپ وہاں سے اٹھکر چلی گئی۔ بغیر کسی پر کچھ راز ظاہر کرنے کے وہ مکان کے اندر ایک کوٹھری میں گھس گئی۔ اور وہاں لٹک کر جان دیدی معلوم ہونے پر دیکھا کہ وہ بھی مری ہوئی ہے۔ دونوں کی ارتھی اکٹھے لے گئے اور مرگھٹ پر دونوں کو اکٹھے داہ دیا۔ لوگ حیران تھے کہ واقعی ستی کا حق ادا کیا۔

جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان پارسیوں کی ایک اولوالعزم کمپنی مسافروں کی آمد و رفت کے لئے موٹر گاڑی کا سلسلہ جاری کرنیوالی ہے۔

بیگم صاحبہ نواب غلام محبوب سبحانی صاحب مرحوم رئیس اعظم لاہور نے وکٹوریہ گرلز سکول کے قیام کے لئے ایک سو روپیہ چندہ عطا فرمایا۔

ضلع دربھنگہ میں (دستگیری) قحط زدگان پر ۱۱ لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔

کلکتہ میں دو گورے سپاہی آپس میں لڑ پڑے اور ایک مارا گیا۔ (جب گورے اور آپس میں لڑ پڑیں ؟)

یکم اپریل سنہ ۱۹۰۶ء سے ۹ فروری سنہ ۱۹۰۷ء تک ہندوستان کی ریلوں کو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ خاص خاص کمپنیوں کی آمدنی یہ ہے۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے سے ۳۶½ لاکھ روپیہ۔ ایسٹ انڈین ریلوے ۲۹½ لاکھ۔ ایسٹرن بنگال ریلوے سے ۲۶½ لاکھ۔ گریٹ انڈین پینسولا ریلوے کو ۲۶ لاکھ روپیہ کا نقصان ہوا۔

فقیر سید افتخار الدین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنجاب حال ممبر مال کونسل ریاست ٹونک کو حضور والا شان نے نواب محمد ابراہیم علی خاں صاحب نے ملک خدا بخش خاں ٹوانہ مستعفی

ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون پر ہم کوئی کتاب لکھیں اس وجہ سے بعد میں اس مضمون کو [illegible]

اپنے عمل کی تصدیق ہوئی

نئی بات! طبی مشہور کتب پہلا موقع!

جو آجتک کبھی نصف قیمت پر نہیں بکیں عام حکیمی ہمدردی کرتے ہوئے صرف ماہ جنوری و فروری ۱۹۰۷ء کیواسطے نصف قیمت پر فروخت ہونگی یہ پہلا موقع دیا گیا ہے اسکے بعد بدستور اصلی قیمت پر ملینگی۔

نام کتاب	مختصر بیان	اصل قیمت	رعایتی قیمت
کیا ہم لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی پر پیدا کر سکتے ہیں؟	اس چھوٹے سے رسالہ میں اس قدر مضمون لکھا ہے کہ کبھی اور رسالہ میں نہیں لکھا تھا [illegible] یونانی و ڈاکٹری تحقیقات کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کیا گیا ہے۔ جو اہل خانہ ہیں وہ ضرور اسکو دیکھیں +	۴ر	۲ر
رسالہ حفظ ما تقدم طاعون	یہ رسالہ ہر انسان کو اپنے پاس رکھنا چاہئے اس میں تمام امراض کا حفظ ماتقدم بیان کیا گیا ہے تندرستی قائم رکھنے کے طریقے بتائے گئے ہیں طاعون کو رخصت [illegible] کرنے کے طریقے لکھے ہیں آجتک کی تمام تحقیقات دربارہ حفظ ماتقدم طاعون [illegible] وغیرہ وغیرہ۔ طاعون سے [illegible] کے واسطے تیر بہدف نسخہ جات بھی لکھے گئے ہیں +	۸ر	۴ر
رسالہ سوزاک	دیسی یونانی و ڈاکٹری کی تمام تحقیقات مفصل بیان کی ہے۔ دو سو کے قریب قریب مجرب نسخہ جات لکھے گئے ہیں سوزاک کی مکمل تشریح۔ اسباب و علاج جیسا کہ اس کتاب میں لکھا ہے ویسا اور کسی جگہ نہیں ملتا [illegible] +	۸ر	۴ر
رسالہ آتشک	اس میں اس مرض کی مکمل تشریح درج کی گئی ہے اور دیسی یونانی و ڈاکٹری بحث کی گئی ہے [illegible] اقسام اور علامات و اسباب تشخیص [illegible] مرض تدبیر علاج وغیرہ کا ذکر ہے۔ دو سو کے قریب مجرب نسخہ جات درج ہیں۔ اس سے پہلے ایسی کتاب کا ملنا مشکل تھا۔	۱۲ر	۶ر
رسالہ عشر.....	اس رسالہ میں اس مرض کی مکمل تشریح درج کر کے علاج درج کیا گیا ہے سینکڑوں روپیہ برباد کر کے بھی جو صحتیاب نہیں ہوتے وہ اس کے [illegible] سے صحت حاصل کریں۔ اس نامراد مرض سے ۹۹ فیصدی لوگ بیمار ہوتے [illegible]	[illegible]	[illegible]
رسالہ گھر کا حکیم	عام طور پر جو امراض گھروں میں ہوتی ہیں ان سب کے [illegible] آسان مجرب نسخے لکھے گئے ہیں [illegible] شخص ڈاکٹروں کی [illegible] سے بچے۔ یہ چھوٹا سا رسالہ ہر گھر میں رہنا چاہئے وقت پر بہت کام دیگا +	۲ر	۱ر
رسالہ کیا میں [illegible] صحت اور دراز عمر [illegible]	یہ رسالہ ہر انسان کو دیکھنا چاہئے ہندوستان میں ایسا مفید رسالہ آجتک کبھی نہیں لکھا گیا [illegible] جوان اور پیر ہر مرد و عورت کو دیکھنا چاہئے تندرستی کی قدر کرنے والے [illegible] +	[illegible]	[illegible]
رسالہ مجربات حکمائے ہند	[illegible] سال کے [illegible] ہندوستان کے لائق حکماء کے مجربات [illegible] +	[illegible]	۱۰ر
رسالہ اسہال	[illegible] تمام امراض [illegible] اقسام [illegible] علاج [illegible] مجرب نسخے جات	۱ر	[illegible]
دلچسپ طبی مضامین	چھوٹے چھوٹے طبی مفید عام اور نصیحت آمیز مضامین کسی خاص مضمون پر نہیں بلکہ متفرق طبی [illegible]	۲ر	۱ر

نوٹ: [illegible] کتاب [illegible] منگوانے [illegible] ہوتا ہے یعنی [illegible] کتاب [illegible] ہر ترتیب و پی [illegible] اگر [illegible] کیونکہ [illegible] حساب نہیں ہے +

ملنے کا پتہ: [illegible] مالک و ایڈیٹر [illegible] اخبار [illegible]

حسب الارشاد ابو الوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مطبع اہلحدیث امرتسر میں چھپا۔